# فضائل ومسائل رمضان المبارک

فاروق الرحمٰن یزدانی
نائب مدیر ترجمان الحدیث

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین ۔ اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (۲/البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کا مقصدان الفاظ میں واضح بیان فرمایا ہے کہ:

الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کا نظام اس لئے بنایا ہے۔ تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے۔ اور پھران اعمال کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی کچھ حدود و قیود بھی بیان فرمائی ہیں کہ فلاں فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والا ہے۔ اور فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ انہیں اعمال میں سے ایک عمل روزہ بھی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب ہے کہ اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانه لی وانا اجزی به۔ (بخاری، ۱/۲۵۵ ، کتاب الصوم)

کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزے کے اس کا یہ عمل میرے لئے ہے۔ اور میں خود ہی اس کی جزا دونگا ۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفس محمد بیده لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من ریح المسک (بخاری ، کتاب الصوم)

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی بو سے بھی زیادہ پاکیزہ (محبوب) ہے۔ اس قدر محبوب عمل روزے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے خاص فضل و رحمت کرتے ہوئے سال میں ایک مہینہ فرض قرار دے دیا تاکہ جولوگ اپنی سستی یا کاہلی کی وجہ سے عام دنوں میں روزہ رکھ کر یہ فضیلت حاصل نہیں کر سکتے وہ فرض سمجھ کر رمضان المبارک کو روزے میں گزاریں تاکہ سبھی مسلمان یہ سعادت حاصل کریں۔

> اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کا نظام اس لئے بنایا ہے۔ تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل کون کرتا ہے۔ اور پھر ان اعمال کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی کچھ حدود و قیود بھی بیان فرمائی ہیں کہ فلاں فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والا ہے۔ اور فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ انہیں اعمال میں سے ایک عمل روزہ بھی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے

## فضائل رمضان المبارک:

پھر اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو بابرکت فرمادیا اور عام مہینوں پر اسے فضیلت و برتری عطا فرمادی جو دوسرے مہینوں کو حاصل نہیں کہ قرآن مجید سمیت تمام آسمانی کتب کا نزول اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں فرمایا، ارشاد خداوندی ہے:

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن (البقرہ)

کہ رمضان المبارک کا وہ (بابرکت) مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ امام

شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انزلت صحف ابراهيم في اول ليلة من رمضان وانزل الزبور ثماني عشرة خلت من رمضان وانزل الله القران لا ربع عشرين قلت من رمضان وانزل التوراة لست خلون من رمضان وانزل الانجيل لثماني عشرة من رمضان (فتح القدير ۱/۱۸۳)

ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان کی پہلی رات اور زبور ۱۸ رمضان (انیسویں رات) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ۲۴ رمضان (پچیسویں رات) اور توراۃ ۶ رمضان (ساتویں رات) اور انجیل ۱۸ رمضان (انیسویں رات) نازل کئے گئے۔ رمضان المبارک کا یہ بہت بڑا اعزاز ہے اور اس کی فضیلت کی دلیل بھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين (بخاری ۱/۲۵۵، کتاب الصوم)

جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں (بخاری کی ہی ایک حدیث کے الفاظ ہیں: فتحت ابواب الجنة کہ جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں) اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کی فضیلت کو امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الجنة تزخرف لرمضان من راس الحول الى حول قابل قال فاذا كان اول يوم من رمضان هبت ريح تحت العرش من ورق الجنة على الحور العين فيقلن يا رب اجعل لنا من عبادك ازواجا تقربهم اعيننا وتقرا عينهم بنا۔ (مشکوۃ ۱/۱۷۴، کتاب الصوم)

بے شک جنت کو رمضان المبارک کیلئے ایک سال تک مزین کیا جاتا ہے۔ تو جب رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا چلتی ہے جو جنت کے پتوں سے گزرتی ہوئی حورعین تک پہنچتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے اللہ اپنے بندوں میں سے ہمارے جوڑے بنا دے کہ ان سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہماری وجہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء رسل کو مبعوث فرمایا آسمان سے وحی کے ذریعے کتابوں کی شکل میں احکامات نازل فرمائے اور سب سے آخر میں ختم الرسول ﷺ کو بھیجا جن کی تعلیمات قیامت تک لوگوں کو راہ ہدایت کی راہنمائی کرتی رہیں گی لیکن جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ لطف و کرم اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو سرکش جنوں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ اور دوزخ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ تو ان میں سے کوئی دروازہ بھی بند نہیں ہوتا۔

وينادي منادي باغي الخير اقبل ويا باغي الشر اكثر ولله عتقاء من النار وذالك كل ليلة (ترمذی ۱/۱۴۷، کتاب الصوم) اور منادی کرنے والا منادی کرتا ہے اے بھلائی میں رغبت رکھنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کی رغبت رکھنے والے باز آجا اور اللہ تعالیٰ کیلئے ہی جہنم سے آزاد کرنا ہے۔ اور یہ عمل ہر رات جاری رہتا ہے۔

> اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء رسل کو مبعوث فرمایا آسمان سے وحی کے ذریعے کتابوں کی شکل میں احکامات نازل فرمائے اور سب سے آخر میں ختم الرسل ﷺ کو بھیجا جن کی تعلیمات قیامت تک لوگوں کو راہ ہدایت کی راہنمائی کرتی رہیں گی

اور رمضان المبارک کی عظمت و برکت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے دن رات لیل و نہار اور ایک ایک لمحے کو بابرکت بنا دیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری ۱/۲۶۹، باب

فضل من قام رمضان)
کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (یعنی رات کو نماز پڑھی) اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (بخاری ۱/۲۵۵، باب من صام رمضان) جس نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

ان تمام احادیث سے رمضان المبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار آیات واحادیث ہیں جن میں رمضان کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر اس پر اکتفا کرکے چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ہر آدمی کو کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق گزارے اور رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کو اپنائے اور برائیوں سے اجتناب کرے۔

## استقبال رمضان:

بعض لوگ رمضان المبارک کے استقبال کے نام پر ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں ایسا روزہ رکھنے سے، ہادی برحق ﷺ نے منع فرمایا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تقدموا صوم رمضان بیوم ولا یومین الا ان یکون صوم یصومہ رجل فلیصم ذالک الصوم (ابو داؤد ۱/۳۲۶، کتاب الصوم) کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کا روزہ نہ رکھو سوائے اس آدمی کے جو روزہ رکھتا ہے تو وہ اس دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

بعض لوگ رمضان المبارک کے استقبال کے نام پر ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں ایسا روزہ رکھنے سے، ہادی برحق ﷺ نے منع فرمایا ہے

مثلاً: ایک آدمی ہر سوموار اور جمعرات کا روزہ ہمیشہ رکھتا ہے۔ اب رمضان المبارک منگل یا جمعہ کو شروع ہو رہا ہے۔ تو یہ آدمی اس دن سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے یہ روزہ معمول کے مطابق رکھا ہے نہ کہ استقبال رمضان کیلئے۔

## رویت ہلال:

رمضان المبارک کا روزہ چاند دیکھ کر رکھنا چاہئے شک کی صورت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذا رائیتموہ فصوموا واذا رائیتموہ فافطروا فان غم علیکم فاقدروا لہ (بخاری ۱/۲۵۵، کتاب الصوم، باب رویۃ الہلال) جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تو افطار کرو اگر تم پر مطلع ابر آلود کر دیا جائے تو پھر تم اس کا اندازہ لگایا کرو۔ (یعنی شعبان اور رمضان کی گنتی 30 تک مکمل کیا کرو جیسا کہ دوسری حدیث میں الفاظ ہیں۔ فاکملوا العدۃ ثلثین کہ تم تیس تک گنتی مکمل کیا کرو۔

## چاند دیکھنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے: ھلال خیر ورشد ھلال خیر و رشد ھلال خیر و رشد امنت بالذی خلقک (اے اللہ) اس کو خیریت اور ہدایت کا چاند بنا (اے اللہ) اس کو خیر اور ہدایت کا چاند بنا (اے اللہ) اس کو خیرت اور ہدایت کا چاند بنا میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے (اے چاند) تجھے پیدا کیا۔ (ابو داؤد، ۲/۳۴۷، کتاب الادب)

اس کے بعد پھر آپ یہ دعا پڑھتے، الحمد للہ الذی ذھب بشھر کذا وجاء بشھر کذا (ابو داؤد ۲/۳۴۷) تمام تعریفیں اس اللہ ہی کیلئے ہیں جو ایسا مہینہ لے گیا اور ایسا مہینہ لے آیا۔ اور ایک دوسری حدیث میں یہ دعا بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چاند کو دیکھتے تو فرماتے: اللھم اھللہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ (ترمذی ۲/۱۸۳، کتاب الدعوات) اے اللہ اس چاند کو ہمارے لئے امن ایمان، سلامتی اور اسلام والا چاند بنا (اے چاند) میرا رب اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔

نوٹ: آج کل چونکہ چاند دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی بلکہ حکومت کی اطلاع پر ہی انحصار کیا جاتا ہے اس لئے چاند کے طلوع ہونے کی جب بھی خبر ملے تو آدمی یہ دعا پڑھ سکتا ہے۔

## نیت روزہ:

رسول اللہ ﷺ نے ہر عمل کا دارومدار نیت

پر قرار دیا ہے جو آدمی جس کام کیلئے جس چیز کی نیت کریگا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے مطابق جزا دیگا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

انما الاعمال بالنیات و انما لکل لامری مانوی (بخاری ۱/۲، باب کیف کان بداء الوحی)

جو شخص فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرے گا اس کا روزہ نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبح کے روزے کی نیت رات کو ہی کر لی جائے

بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے بے شک آدمی کیلئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ اس لئے ہر عمل کرنے سے پہلے اس کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کیلئے کرنے کی نیت کرنی چاہئے۔ مگر روزے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ روزے کی نیت رات کو ہی فجر سے پہلے کرلینی چاہئے کیونکہ جو آدمی فرضی روزے کی نیت فجر سے پہلے نہیں کریگا اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ ارشاد پیغمبر ﷺ ہے:

من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له (ابو داؤد ۱/۳٤٠، کتاب الصوم ۔ ترمذی ۱/۱٥٤، ابواب الصوم ۔ نسائی ۱/۲٦۱، کتاب الصیام) جو شخص فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرے گا اس کا روزہ نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبح کے روزے کی نیت رات کو ہی کر لی جائے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فجر کے بعد بھی زوال سے پہلے پہلے نیت کرسکتا ہے۔ تو یہ فرضی روزے میں درست نہیں ہے۔ اور نیت کا تعلق دل کے ارادے اور عزم سے ہے جو لوگ زبان سے وبصوم غد نویت من شهر رمضان، کے الفاظ کہتے ہیں وہ خلاف سنت کام کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ اور پھر ذرا اس کے معانی پر غور کریں تو عقلاً بھی یہ الفاظ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ ان الفاظ کا معنی ہے میں نے کل کے روزے کی نیت کی۔ اور یہ الفاظ سحری کے کھانے کے بعد کہے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ٹی وی۔ اور ریڈیو پہ بھی سنائے جاتے ہیں سوال ہے کہ اگر تو یہ اسی دن کے روزے کی نیت کر رہا ہے تو کل کے روزے کی نیت کہہ کر جھوٹ بول رہا ہے اور اگر آئندہ آنے والے کل (دن) کی نیت کر رہا ہے تو پھر جس دن کا یہ روزہ رکھ رہا ہے اس کی نیت کہاں گئی؟ اس لئے یہ الفاظ غلط ہیں نہ تو عقلاً صحیح ہیں اور نہ ہی قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔

## قیام اللیل:

ویسے تو ہر مسلمان کو قیام اللیل کا ہر رات اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی

جو لوگ زبان سے وبصوم غد نویت من شهر رمضان، کے الفاظ کہتے ہیں وہ خلاف سنت کام کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے

بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن رمضان المبارک میں اس کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے اس لئے کہ ایک تو رمضان المبارک میں اجرو ثواب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور دوسرا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه

جو شخص رمضان کا قیام ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے کریگا اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ مگر یہ بات یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں صرف وہی اعمال قبول ہوتے ہیں جو رسول اللہ کے طریقہ کے مطابق ہوں۔ جو عمل آپ ﷺ کی سنت کے خلاف ہونگے وہ ہرگز قبول نہیں کئے جائینگے خواہ وہ اجرو ثواب کے لحاظ سے بہت بھاری ہی کیوں نہ ہوں؟ ناطق وحی رسول حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (بخاری ۱/۳۷۱، کتاب الصلح۔ مسلم ۲/۷۷)

کہ جو شخص بھی ہماری شریعت میں کوئی ایسا عمل ایجاد کریگا جو اسمیں نہیں ہے تو وہ عمل رد کردیا جائیگا۔ اس لئے ہر آدمی کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے ایک ایک عمل کو اسوہ رسول ﷺ کے مطابق ادا کرے تاکہ وہ قبولیت کا درجہ حاصل کر کے اجروثواب کا باعث ہو رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں وتر سمیت گیارہ رکعت عشاء اور فجر کے علاوہ رات کو ادا فرمایا کرتے تھے۔ غیر رمضان میں آپ ﷺ تہجد کے وقت ادا فرماتے تھے۔ اور رمضان المبارک میں آپ نے تین دن مختلف اوقات میں ادا

فرمائے امت کی سہولت کیلئے عشاء کے متصل بعد پڑھنے کی بھی اجازت فرمادی۔ آپ ﷺ کی اس نماز کو قیام اللیل تہجد اور تراویح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ہمارے معاشرے میں تراویح کے نام سے مشہور ہیں تو اس لحاظ سے تراویح کی نماز وتر سمیت گیارہ رکعت ہی سنت قرار پائی اس سے کم یا زیادہ رکعات کو سنت رسول ﷺ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ ام المومنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ما کان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ (بخاری ۱/۱۵٤ کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ) کہ رسول اللہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔

اس لئے سنت تراویح وتر سمیت گیارہ رکعت ہی ہیں اس سے زیادہ نہیں حدیث سے بھی ثابت ہے اور جید علمائے احناف کے اقوال بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ بیس رکعت یا اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ تفصیل کا یہاں محل نہیں اگر مقصود ہو تو اس مسئلہ پر مستقل کتب موجود ہیں ان کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

> **سنت تراویح وتر سمیت گیارہ رکعت ہی ہیں اس سے زیادہ نہیں حدیث سے بھی ثابت ہے اور جید علمائے احناف کے اقوال بھی اس پر دلالت کرتے ہیں۔ بیس رکعت یا اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے**

## سحری

رات کے آخری حصے میں اور فجر سے پہلے کھانا کھانے کو سحری کا کھانا کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: تسحروا فان فی السحور برکۃ (بخاری ۱/۲۵۷، کتاب الصوم، مسلم ۱/۳۵۹، کتاب الصیام) سحری کھایا کرو بے شک سحری کھانے میں برکت ہے۔

## سحری کا وقت:

سحری کھانے کا بہترین وقت سحری کے آخری وقت یعنی فجر سے پہلے کھانا ہے بعض ۳-٤ گھنٹے یا اس سے کم یا زیادہ وقت پہلے کھانا کھا لیتے ہیں اور پھر بعض فجر کی نماز تک سوئے رہتے ہیں اور بعض اس کے بعد تک تو یہ درست نہیں ہے۔ روزہ تو اگرچہ ہو جائیگا مگر ایسا شخص سحری کی برکت سے محروم ہوگا کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ دیر سے سحری کھاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تسحرنا مع رسول اللہ ﷺ ثم قام الی الصلوۃ قلت کم کان بین الاذان والسحور قال قدر خمسین آیۃ (بخاری ۱/۲۵۷، کتاب الصوم) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی پھر آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے (حضرت انس کہتے ہیں) میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا (تو حضرت زید نے کہا) کہ جتنے وقت میں پچاس آیات پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس لئے سحری ہمیشہ آخر وقت میں کھانی چاہئے۔

اگر کوئی آدمی جنبی ہو اور صبح وقت کم ہے تو وہ وضوء کر کے سحری کھانے کے بعد میں غسل کر کے نماز پڑھ لے اس کا روزہ درست ہے بعض لوگ ایسی صورت میں غسل کے چکر میں سحری کھانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں: ان رسول اللہ ﷺ کان یدرکہ الفجر وھو جنب من اھلہ ثم یغتسل ویصوم: (بخاری ۱/۲۵۸ کتاب الصوم، مسلم ۱/۳۵٤، کتاب الصیام) بے شک رسول اللہ ﷺ کو جنابت کی حالت میں فجر ہو جاتی (تو آپ سحری کھا لیتے) پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے تھے۔

## جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

بعض امور ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

### حیض و نفاس

جس عورت کو روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو وہ روزہ چھوڑ دے کیونکہ اس کا روزہ ختم ہو جاتا ہے اور جب اس کے یہ ایام گزر جائیں تو باقی روزے رکھے اور جتنے روزے اس کے چھوٹ گئے ہیں رمضان المبارک کے بعد ان کی قضا دے لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عورتوں کے ایک سوال کے جواب میں

ارشاد فرمایا تھا: الیس اذا حاضت لم تصل ولم تصم (بخاری ۱/۴۴، کتاب الحیض) کہ کیا یہ صورت نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھتی ہے اور نہ ہی روزہ رکھتی ہے؟

**روزے کی حالت بعض جائز امور مثلاً کھانا پینا اور جماع وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں تو جو کام شریعت میں سرے سے ہیں ہی حرام وہ کیونکر جائز ہو سکتے ہیں؟**

## جماع:

اس طرح اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے حالت روزہ میں جماع کرے تو ان دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا کرنے والا شخص روزے کی قضا دیگا اور روزہ توڑنے کا کفارہ بھی ادا کریگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت مین ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا:

هلكت قال مالك قال وقعت علي امرتي وانا صائم فقال رسول الله هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستطيع ان تصوم شهرين متتابعين قال لا قال فهل تجد اطعام ستين مسكينا قال لا (بخاری ۱/۲۵۹، کتاب الصوم) اللہ کے رسول ﷺ میں ہلاک ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرے وہ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ نے تھوڑی دیر انتظار کیا تو ایک ٹوکرا کھجوروں کا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ٹوکرا لے لے اور تمام کھجوریں غریبوں مسکینوں میں تقسیم کردے اس نے عرض کیا اللہ کے رسول مدینہ میں مجھ سے زیادہ غریب بھی کوئی نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا جا گھر جا کے کھالے اللہ تیرا کفارہ قبول کرے گا۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی روزے کی حالت میں جماع کرے اولا تو وہ ایک غلام آزاد کرے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہیں کرسکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آدمی رمضان المبارک میں ایسی غلطی کرے اور کفارہ ادا کردے کیونکہ مالدار لوگوں کیلئے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ایسا کرنا بہت سخت گناہ ہے اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنا ہے یہ کفارہ تو صرف اس صورت میں ہے کہ آدمی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا اور اس سے یہ فعل ہوگیا ہے ورنہ ہر انسان کو حتی الوسع پرہیز کرنا چاہئے اور جان بوجھ کر ایسی غلطی نہیں کرنی چاہئے۔

**اکثر لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر پھر سارا دن ٹی وی یا وی سی آر پر گندی فلمیں یا ڈرامے دیکھنے میں گزار دیتے ہین بعض فحش گانے سنتے رہتے ہیں کوئی لڈو اور شطرنج پر جوا کھیلتا ہوا یہ کہتا ہے کہ جی روزہ بھی تو نبھانا ہے حالانکہ یہ سب غلط اور گناہ کے کام ہیں**

## قے کرنا

اگر کسی آدمی کو خود قے آجائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر کوئی جان بوجھ کر قے کرتے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی قے کرے یا زیادہ بعض لوگوں نے جو تقسیم کی ہوئی ہے کہ منہ بھر کر آئے یا ایک ہی دفعہ زیادہ آئے تو پھر روزہ ٹوٹتا ہے یہ سب غلط ہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ اگر جان بوجھ کر کی جائیگی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ذرعه القئی فلیس علیه قضاء ومن استقاء عمدا فلیقض (ترمذی ۱/۱۵۳، ابواب الصوم)

جس شخص کو خود قے آجائے اس پر قضا نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے تو وہ قضا دے۔

## کھانا پینا:

روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا نسی فاكل او شرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه (بخاری ۱/۲۵۹ کتاب

الصوم) جب کوئی آدمی بھول کر کھایا پی لے تو وہ اپنا روزہ مکمل کر کے بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا دیا اور پلا دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

## روزے کی حالت میں جن کاموں سے پرہیز لازمی ہے۔

روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کرنے کا ہی نام نہیں بلکہ ہر اس عمل سے پرہیز کرنا لازمی ہے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے یا جن کاموں کو ناپسند کیا ہے ذرا غور کیجئے کہ اگر روزے کی حالت بعض جائز امور مثلاً کھانا پینا اور جماع وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں تو جو کام شریعت میں سرے سے ہیں ہی حرام وہ کیونکر جائز ہو سکتے ہیں؟ آج ہمارے اکثر لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں مگر پھر سارا دن ٹی وی یا وی سی آر پر گندی فلمیں یا ڈرامے دیکھنے میں گزار دیتے ہیں بعض فحش گانے سنتے رہتے ہیں کوئی لڈو اور شطرنج پر جوا کھیلتا ہوا یہ کہتا ہے کہ جی روزہ بھی تو نبھانا ہے۔

میرے بھائیو یہ سب کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے ہیں ان سے عام ایام میں بھی پرہیز لازمی ہے چہ جائیکہ رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں کئے جائیں اسی طرح بعض نوجوان سکولوں اور کالجوں کے گیٹوں پہ منڈلاتے رہتے ہیں اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تو بازاروں میں نوجوانوں کی ہی بھیڑ ہوتی ہے میری ماؤں بہنوں سے بھی گزارش ہے کہ اولاً تو کوشش کریں کہ خود بازار سے شاپنگ کرنے کی بجائے اپنے باپ بیٹے خاوند یا بھائی کے ذریعے مطلوبہ چیز منگوالیں اگر کوئی مجبوری ہو بھی تو اپنے کسی محرم کے ساتھ جا کر رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں خرید سکتی ہیں کوئی چاندرات کو جانا تو ضروری نہیں ہے۔ جس طرح بعض آوارہ نوجوان اپنے گھروں سے بےفکر بازاروں میں آوارہ گردی کرتے ہیں اس طرح بعض عورتیں بھی بن ٹھن کر صرف بازاروں کی رونق اور ہلہ گلہ دیکھنے کیلئے جاتی ہیں یاد رکھو یہ سارے اعمال روزے کو برباد کر دیتے ہیں۔ ہادی کائنات ﷺ نے اپنی مبارک زبان نبوت سے ارشاد فرمایا:

من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه (بخاری ۱/۲۵۵، کتاب الصوم)

جو شخص جھوٹ اور گناہ کے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے: (یعنی اس کا کھانا پینا چھوڑنا اور کھاتے پیتے رہنا برابر ہے)

اسی طرح چغلی، غیبت، لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ، حرام دیکھنا، ناجائز سننا اور بولنا سب کام روزے کے منافی ہیں۔ اس لئے ان سے اجتناب انتہائی ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کرنے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق فرمائے۔ آمین۔

**جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اس کو اس کی مثل اجر ملے گا اور روزے دار کے ثواب میں سے بھی کوئی کمی نہیں ہوگی**

### جائز امور:

روزے کی حالت میں بعض ایسے کام بھی ہیں جن کا کرنا جائز ہے۔ مثلاً غسل کرنا، تیل لگانا، سرمہ لگانا، آئینہ دیکھنا، کنگھی کرنا، وغیرہ جائز ہیں ان سے روزے کی صحت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

### افطاری:

سارا دن اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق روزے کی حالت میں گزار کر اب افطاری کا وقت ہوا ہے تو اس وقت جتنی خوشی روزے دار کو ہوتی ہے اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص بیان نہیں کر سکتا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: للصائم فرحتان یفرحهما اذا افطر فرح واذا لقی ربه فرح بصومه (بخاری ۱/ ۲۵۵، کتاب الصوم)

کہ روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو اس کو افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی قیامت کے دن ہوگی۔ مگر بعض لوگ افطاری کے وقت تاخیر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جی سارا دن روزہ رکھا ہوا ہے اب پانچ منٹ اور انتظار نہیں کر سکتے اور اسی طرح وہ دیر سے افطار کرتے ہیں حالانکہ جب سورج غروب ہو جائے تو پھر تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ جلدی افطار کر لینا چاہئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر (بخاری ۱/۲۶۳، باب تعجیل الافطار) جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے۔

## افطاری کروانا:

افطاری کے وقت کوشش کرنی چاہیے کہ کسی دوسرے بھائی کا روزہ افطاری کروایا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من فطر صائما کان له مثل اجره غیر انه لا ینقص من اجر الصائم شیئ (جامع ترمذی ۱/۱۶۶، ابواب الصوم) جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اس کو اس کی مثل اجر ملے گا اور روزے دار کے ثواب میں سے بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

تو اسی طرح آدمی کو اپنے روزے کا ثواب تو ملنا ہی ہے ساتھ ہی اس کو دوسرے کے روزے کا اجر بھی مل جائیگا۔ بلکہ تمام لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ ایک دوسرے کی چیز سے روزہ افطار کریں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم تو صرف اپنی چیز سے ہی روزہ افطار کریں گے تاکہ ہمارا ثواب کسی دوسرے افطار کروانے والے کو نہ مل جائے تو میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ اس سے روزے دار کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ روزہ کی افطاری کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت (ابو دائود ۱/۲۳۹، کتاب الصوم) اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور تیرے رزق سے ہی افطار کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ افطاری کر لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔ ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله (ابو دائود ۱/۳۲۸، کتاب الصوم) پیاس ختم ہوگئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اگر اللہ تعالی نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔

اس لئے یہی دعائیں پڑھنی چاہئے خود ساختہ الفاظ کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

## اعتکاف:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں اللہ تعالی کی عبادت کیلئے بیٹھنے کو اعتکاف کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنهما فرماتے ہیں کان رسول الله ﷺ یعتکف العشر الاخیر من رمضان (بخاری ۱/۲۷۱، ابواب الاعتکاف) رسول اللہ ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے تھے۔ اعتکاف صرف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی المساجد (البقره ۵)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ولا اعتکاف الا فی مسجد جامع (ابو داؤد ۱/۳۴۲، کتاب الصیام) کہ اعتکاف صرف جامع مسجد میں ہی ہوتا ہے۔

اسی طرح معتکف آدمی کیلئے روزے کی حالت میں ہونا بھی ضروری ہے۔ عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں مگر مسجد میں اگر مساجد میں عورتوں کے اعتکاف کا انتظام نہ ہو تو وہ اعتکاف نہ کریں آج کل گھروں میں عورتیں اعتکاف کر لیتی ہیں تو یہ درست نہیں ہے ویسے وہ اللہ تعالی کی عبادت کریں مگر اس کو اعتکاف نہیں کہا جاسکتا۔ معتکف آدمی ضرورت کے وقت اپنے گھر میں بھی جاسکتا ہے مثلاً اس کو مسجد میں کھانا پہنچانے والا کوئی نہیں تو کھانے کیلئے گھر جاسکتا ہے یا کوئی اسی طرح کی مجبوری بن جائے تو وہ گھر جائے مگر زیادہ دیر ٹھہرنے کی بجائے ضرورت پوری کرکے فوراً مسجد میں واپس آئے۔

## صدقہ الفطر:

مسلمان جب رمضان المبارک کا مہینہ روزے کی حالت میں گزارتے ہیں تو اس ماہ مبارک کے آخر میں کچھ صدقہ کرنا رسول اللہ ﷺ نے فرض فرمایا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو اللہ تعالی کے حضور شکریہ کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہم کو رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی توفیق فرمائی اور دوسرا اگر دوران روزہ کوئی لغزش، غلطی ہوئی تو اللہ تعالی اس کی برکت سے اس کمی کو پورا فرمادیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنهما فرماتے ہیں: فرض رسول الله ﷺ زکوة الفطر طهرة للصیام من اللغو والرفث وطعمة للمساکین۔ (ابوداؤد ۱/۲۳۴، کتاب الزکوة) رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض کیا جو کہ روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مسکین کیلئے کھانا

**ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہئے جو کہ ایک صاع ہے آج کے ہمارے مروجہ طریقے کے مطابق ۲ کلو ۱۰۰ گرام کے قریب بنتا ہے اس لئے احتیاطاً تقریباً اڑھائی کلو گندم یا اس کی مارکیٹ کے مطابق قیمت ادا کرنی چاہئے**

ہے۔

کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقہ فطر یا زکوۃ الفطر کہا گیا ہے۔ مگر ہمارے ہاں چونکہ فطرانہ کا لفظ معروف اور مستعمل ہے اس لئے بات کو واضح کرنے کیلئے اس کو فطرانہ ہی کہا جائیگا۔

اور یہ فطرانہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ غلام ہو یا آزاد غریب ہو یا امیر اس میں مال کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ فطرانہ اس پر فرض یا واجب ہے جس پر زکوۃ فرض ہے تو یہ غلط ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

فرض رسول الله ﷺ زكوة الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعير على العبد والحر والذكر والانثى والصغير والكبير من المسلمين (بخاری ۲۰۴/۱، باب فرض صدقة الفطر)

رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فطرانہ فرض کیا ہے ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے، خواہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔

اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہئے جو کہ ایک صاع ہے آج کے ہمارے مروجہ طریقے کے مطابق ۲ کلو ۱۰۰ گرام کے قریب بنتا ہے اس لئے احتیاطاً تقریباً اڑھائی کلو گندم یا اس کی مارکیٹ کے مطابق قیمت ادا کرنی چاہئے جہاں آٹا استعمال ہوتا ہے مثلاً شہری علاقوں میں وہاں آٹے کی قیمت اور جن علاقوں میں چاول زیادہ استعمال ہوتا ہے وہاں چاول کی قیمت یا جنس چاول ادا کئے جائیں۔

## فطرانہ کا وقت:

فطرانہ عید کی نماز ادا کرنے سے قبل ادا کرنا چاہئے ہمارے بعض علاقوں میں لوگ عید الفطر کی صبح کو فطرانہ ادا کرتے ہیں حالانکہ چاہئے کہ دو چار دن پہلے ادا کر دیا جائے تاکہ اس کا جو ایک مقصد غرباء و مساکین کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنا ہے وہ بھی شریک ہو سکیں مثلاً کوئی بچوں کپڑے بنا لے گا جوتا خرید لے گا یا عید کے دن اچھے کھانے کا بندوبست کر لے گا جبکہ عید کے دن فطرانہ کی رقم ملنے پر کما حقہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ایک یا دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں منقول ہے كانوا يعطون قبل الفطر بيوم او بيومين (بخاری ۲۰۵/۱) کہ صحابہ کرام فطرانہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔

## عید الفطر:

رمضان المبارک کے جب انتیس دن گزر جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنا چاہئے کیونکہ قمری مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اگر مطلع ابر آلود ہو تو پورے تیس دن مکمل کر کے عید الفطر ادا کرنی چاہئے۔ عید الفطر کے دن غسل کر کے نئے یا دھلے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہن کر عید گاہ جانا چاہئے۔ عید الفطر کے لئے طاق کھجوریں کھا کر جانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو چھوارے یا کوئی اور میٹھی چیز بھی کھائی جا سکتی۔ عید گاہ میں آتے جاتے راستہ تبدیل کرنا بھی سنت ہے اور راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا چاہئے۔ الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله الله اكبر الله اكبر ولله الحمد۔ عید الفطر کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنی چاہئے جو کہ بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت باجماعت ادا کی جائے گی۔ نماز کے بعد امام صاحب خطبہ دیں گے وہ بھی سب کو سننا چاہئے اور بعد میں اجتماعی دعا میں شریک ہونا چاہئے۔ اس دعا کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی اس دعا میں شریک ہونے کا حکم فرمایا ہے جنہوں نے کسی شرعی عذر کی وجہ سے نماز ادا نہیں کرنی حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

امرنا رسول الله ﷺ ان تخرجهن في الفطر والاضحى العواتق والحيض وذوات الخدور فاما الحيض فيعتزلن الصلوة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين (مسلم ۲۹۱/۱، كتاب الصلوة العيدين) ہمیں رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحی میں جوان، حیض والیاں اور پردہ نشین تمام عورتوں کو عید گاہ لیکر جائیں البتہ حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں اور بھلائی۔ (صدقات دینا اور خطبہ سننا) وغیرہ میں شریک ہوں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی عید گاہ جا کر باجماعت عید کی نماز ادا کرنی چاہئے اس مسئلہ میں اور بھی احادیث ہیں مگر

فطرانہ عید الفطر سے دو چار دن پہلے ادا کرنا چاہیئے تاکہ فطرانہ لینے والے غرباء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں

اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

## شوال کے روزے

شوال کے چھ روزوں کی بھی بہت فضیلت احادیث میں آئی ہے یہ روزے رکھنا نہ تو ضروری ہیں اور نہ ہی رمضان المبارک کا حصہ لیکن چونکہ ان کا بہت زیادہ ثواب بیان ہوا ہے۔

اس لئے ان کی فضیلت کو یہاں بیان کیا جاتا ہے تاکہ عامۃ المسلمین میں سے جو چاہیں یہ اجر حاصل کر لیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر (مسلم ۳۶۹/۱، کتاب الصیام)

بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

## برادران اسلام:

یہ اجر اس شخص کیلئے جو رمضان المبارک کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق گزارتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی خیر و برکات سے نوازے اور توفیق فرمائے کہ ہم کتاب و سنت کے مطابق رمضان المبارک کا مہینہ گزاریں تاکہ اس کے اجر و ثواب کے کما حقہ حق دار بن سکیں۔

آمین یا اله العالمین۔

اللهم وفقنا لما تحب وترضی

## بقیہ :- رحمت و مغفران کا مہینہ

روزہ کا کیا مقام ہے؟ اور اس کی ادائیگی سے کیا اجر و ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس کی فرضیت بیان فرمائی ہے۔ اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایئے۔

**كل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزى به يدع شهوته وطعامه من اجلي للصائم فرحتان فرحة عند فطره . وفرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك والصيام جنة واذا كان يوم صوم احدكم فلا يرفث ولا يصخبر فان سابه احد اوقاتله فليقل انى امرأ صائم** (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کی ہر نیکی کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو گنا تک اضافہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس سے یکسر الگ ہے کیونکہ روزہ محض میری رضا و خوشنودی کیلئے رکھا جاتا ہے لہٰذا میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ میری وجہ سے وہ اپنے کھانے اور خواہشات کو ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی اس وقت جب وہ دن بھر کی شدت پیاس کے بعد روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ روزہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پیارا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کا مقام اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر ہے۔ روزہ جہنم سے ڈھال ہے جب تم سے کوئی روزہ دار ہو۔ اسے مکروہ کلام اور فضول باتیں نہیں کرنا چاہئیں۔ اگر کوئی اس سے گالی گلوچ سے پیش آئے یا اس سے لڑائی لڑنا چاہئے تو اس سے یہ کہہ کر الگ ہو جائے کہ بھائی میں روزے سے ہوں۔

## دو سفارشی:

روزہ دار کے دو سفارشی ہوں گے جو قیامت کے روز اس کی اللہ تعالیٰ سے ہاں سفارش کریں گے اور اسے دوزخ سے آزاد کرائیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

.....مصادر و مراجع.....


☆ قرآن کریم
☆ صحیح بخاری
☆ صحیح مسلم
☆ ابوداؤد
☆ جامع ترمذی
☆ سنن ابن ماجہ


### بری عادات سے خوف دلانے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچھاڑ دینے والا آدمی طاقتور نہیں بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھتا ہے (بخاری و مسلم)